کوٹی کا ایک مسئلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں :

1......زید باغ کا مالک ہے، وہ گڈز کمپنی والے سے کہتا ہے کہ مجھے مال بھیجنے کے لیے گاڑی چاہیے، چنانچہ کمپنی والے گاڑی فراہم کرتے ہیں اور رقم کرایہ 50000 مثلا زید (باغ کا مالک) کی رضامندی سے طے کرتے ہیں، اس پر 2000 ہزار کمیشن وصول کرتے ہیں۔

2......بعض اوقات کمپنی والوں کے پاس گاڑی فوری مہیا نہیں ہوتی ہے، چنانچہ وہ کسی اور گڈز کمپنی والوں سے رابطہ کرکے گاڑی پہنچادیتے ہیں، اس صورت میں دونوں کمپنی والے کمیشن وصول کرتے ہیں۔ یعنی جس کمپنی والوں نے گاڑی دی ہے، وہ بھی کمیشن 2000 وصول کرتا ہے اور جس کمپنی والوں نے رابطہ کیا ہے وہ بھی 2000 رقم بطور کمیشن لیتے ہیں۔

3......زید (باغ کا مالک) کی مالی حیثیت کمزور ہے، چنانچہ وہ کمپنی والوں سے کریٹ، شالی وغیرہ نقد یا ادھار لیتا ہے، چنانچہ نقد کی صورت میں نقد رقم حوالہ کرتا ہے، یا ادھار کی صورت میں مقررہ مدت کے اختتام پر رقم پہنچادیتا ہے۔ زید کریٹیں بھر کر کمپنی والوں سے کہتا ہے کہ میرے چونکہ کوٹی کے مالکان سے تعلق نہیں ہے، لہذا میرا مال آپ پہنچادے، اس پر جتنا خرچہ وغیرہ آیا وہ منہا کرکے مجھے اپنا حق دیدے۔

4......مال پہنچانے کے بعد کوٹی والے 10 فیصد منافع کے حساب مال فروخت کرتے ہیں، فیصد کی کوٹی کے بعد بقایا رقم کمپنی والوں کے حوالہ کرتے ہیں، جس سے وہ اپنا خرچہ (جنہوں نے پہلے سے متعین کیا ہوا ہیں) منہا کرکے زید کو اپنا حق دیدیتے ہیں۔

5......کوٹی والے جب دیکھتے ہیں، کہ کمپنی والے بروقت مال پہنچادیتے ہیں اور ان کے پاس ہر قسم کا مال (سیب، انگور، ٹماٹر، آلو وغیرہ) موجود ہے، جس سے ہماری ضرورت ہر وقت پوری ہوتی ہے، چنانچہ وہ اپنے مقرر منافع (10 فیصد) سے 3 فیصد کمپنی والے کو دیتے ہیں۔

6......اگر گاڑی میں مال ضائع ہوا، مثال کے طور 2 یا 3 کریٹیں گم ہوگئیں، تو ذمہ دار ڈرائیور ہوتا ہے۔

7......اگر مال خراب نکلا، تو اس کا ذمہ دار زید (باغ کا مالک) ہے۔

8......کوٹی والے جب مال فروخت کرتے ہیں، تو سب سے پہلے اپنا طے شدہ منافع (10 فیصد) وصول کرتے ہیں، پھر بقایا رقم سے گاڑی کے ڈرائیور کو 50000 رقم بطور کرایہ، اور جن مزدوروں نے گاڑی سے سامان آتارا ہیں، ان کی مزدوری (مثلا: فی کریٹ 3 روپے) دیتے ہیں۔ یعنی بقایا رقم سے اخراجات منہا کرکے زید (باغ کے مالک) کو پیسے حوالہ کرتے ہیں۔

9......کوٹی والے کمپنی والوں کو قرض (جب وہ طلب کریں) کے طور پر پیسے بھی دیتے ہیں، تاکہ سامان بروقت مہیا ہو۔

10......بعض اوقات کمپنی والوں کے پاس مال دور دراز علاقوں سے ڈاٹسن والے پہنچاتے ہیں، چنانچہ کمپنی والے ڈاٹسن والوں کو باغ کے مالکان کے لیے کریٹ اور شالی بھیج دیتے ہیں اور وہاں سے وہ مال لوڈ کر کمپنی تک پہنچا دیتے ہیں، جس سے وہ کوٹی والے کی طرف بھیج دیتے ہیں۔ اس میں کمپنی ڈاٹسن والوں کو فی کریٹ 100 روپے بطور کرایہ دیتی ہے، گڈز کمپنی مالکان کوٹی تک پہنچا والے سے 50000 نرخ طے کرتے ہیں، لیکن بلٹی میں 90000 لکھتے ہیں، کیونکہ اضافہ رقم ڈاٹسن والوں کو 100 روپے فی کریٹ کمیشن اور باغ کے مالکان کو کریٹ اور شالی فروخت کرنے کی قیمت اور منافع ہے۔ چنانچہ کوٹی والے مال فروخت کر کے سب سے پہلے اپنا 10 فیصد منافع وصول کرتے ہیں، بقیہ رقم سے ڈرائیور اپنا کرایہ (50000) وصول کرتا ہے اور کمپنی والے کریٹ، شالی اور ڈاٹسن والوں کا کرایہ وصول کرتے ہیں۔ بقایا رقم (یعنی خرچہ منہا کر کے) باغ کے مالک کو مل جاتی ہے۔ نوٹ: یہ سب کچھ باغ کے مالک کی مرضی سے ہوتی ہے۔

لہذا ان مسائل کی شرعی حیثیت بتا دیجیے اور اگر کہی ناجائز صورت ہوں تو اس کا متبادل بتا دیجیے۔

الجواب حامداو مصليا

1...... زید (باغ کا مالک) کا کمپنی والوں سے گاڑی طلب کرنا اور کمپنی والوں کا معاوضہ لینا درست ہے۔

واضح رہے:

گڈز کمپنی والے محنت کرتے ہیں اور وہ زید کے لیے گاڑی تلاش کرتے ہیں اور یا انہوں نے پہلے سے محنت کی ہے اور گاڑیوں کے مالکان اپنے رابطہ میں رکھے ہیں، اس بدلے وہ اجرت طلب کرتے ہیں، از روئے شرع ان کا 20000 رقم لینا جائز ہے۔ ان کی شرعی حیثیت ایجنٹ (وکیل) طرح ہے، جو اپنی خدمت کا عوض لیتا ہے۔ اور یا دلال کی طرح ہے جو اپنی محنت کی اجرت طلب کرتا ہے۔

وفی "الحاوی":

"سئل محمد بن مسلمة عن اجرة السمسار، فقال: ارجو انه لاباس به، وان كان فی الاصل فاسد؛ لكثرة التعامل، وكثير من هذا غير جائز، فجوزوه لحاجة الناس."

(ردالمحتار، كتاب الاجارة، باب ضمان الاجير: 87/9)

"واذااشترطت الاجرةفی الوكالةواوفاها الوكيل، استحق الاجر."

(شرح المجلة، المادة: 1467، كتاب الوكالة، ص: 789)

وفی" فتح القدیر":

"اذااخذالوکیل الاجرة لاقامة الوکالة،فانه غیرممنوع شرعا؛اذالوکالةعقدجائزلایجب
علی الوکیل اقامتها،فیجوز اخذالاجرةفیها."

(کتاب الوکالة،ص:2/7)

وفی" المجلة":

"واذاشترطت الاجرة فی الوکالة ،واوفاها الوکیل استحق الوکیل الاجرة.قال الشارح:اطلاقه یدل
علی
انه لافرق فیما اذاوقت وقتامعلومالایفاء الوکالة،او لا.وان لم تشترط ولم یکن الوکیل
ممن یخدم بالاجرةکان متبرعا،فلیس له ان یطالب بالاجر.واما اذاکان یخدم بالاجرة
فله اجرمثله ؛لان المعروف عرفا کالمشروط شرطا."

(شرح المجلة:حواله مذکوره بالا)

(هکذافی فتاویٰ عثمانیه:105/8)

2...... اسی طرح جب ان کے پاس گاڑی مہیانہ ہوتو وہ دوسری گڈز کمپنی والوں سے رابطہ قائم کرتے ہیں اوراس محنت کے عوض کمیشن وصول کرتے ہیں،جس میں کوئی حرج نہیں ہے۔اس میں چونکہ زید(باغ کے مالک) سے دودفع کمیشن لیا جاتا ہے،لہذاان کواطلاع دیناضروری ہے۔تاہم اگراجازت پہلے حاصل ہو،تو اطلاع ضروری نہیں ہے۔

وفی "الشامیة":

"(وان اطلق کان له)ای للاجیر ان یستاجرغیره"

(کتاب الاجارة ،باب شروط الاجارة:25/9)

"سامان کی منتقلی کے لیےمقررہ اجیر کا دوسرے کواجیرمقررکرنا"

(فتاویٰ عثمانیه : کتاب الاجاره،ص63/8)

"ٹریول ایجنٹ اوراس کے موکل کے درمیان ویزے کےحصول کے لیے جورقم متعین کی جاتی ہے.....
ٹریول ایجنٹ کی خدمت کاعوض ہے۔لہذاخدمت پراجرت لینے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔"

(فتاویٰ عثمانیه: کتاب لاجاره،ص:81/8)

3...... تیسری صورت درست ہے،کیونکہ نقدکی صورت میں نقداورادھارکی صورت میں ادھارکی تعین ہوچکی ہے۔کمپنی

والے سامان پہنچا کر اس کے عوض معلوم اجرت (مثلا: فی کریٹ 3 روپیہ) لیتے ہیں، جس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

چنانچہ امام ترمذیؒ حدیث ابو ہریرہؓ کے تحت لکھتے ہیں:

"وقد فسر بعض اهل العلم،قالوا بیعتین فی بیعةان یقول ابیعک هذاالثوب بنقد بعشرة وبنسیئة بعشرین،ولایفارقه احدالبیعین،فان فارقه علیٰ احدهمافلاباس اذاکانت العقدةعلیٰ احدهما"

(کتاب البیوع،باب نمبر18،حدیث نمبر:1331)

4...... چوتھی صورت بھی درست ہے۔

واضح رہے:

زید (باغ کے مالک) نے گڈز کمپنی والوں کو مال 10 فیصد منافع پر بطور مضاربت دیا ہے اور یہ دونوں کی باہمی رضامندی سے طے ہوا ہے، جس کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔

قال فی "الهدایة":

"قال :ومن شرطها ان یکون الربح بینهما مشاعا،لایستحق احدهما دراهم مسماة من الربح ؛لان شرط ذلک یقطع الشرکةبینهما،ولابدمنهاکمافی عقد الشرکة......"

(ص:256/3)

(کذا فی الهندیة،کتاب المضاربة،الباب الاول فی تفسیرها،ورکنها وشرطهاوحکمها:287/4)

(الجوهرة النیرة:376,375/1،بحواله کفایت المفتی:325/9)

5......کوٹی والوں کی طرف سے 3 فیصد اپنی طرف سے دینا عطیہ اور بخشش ہے۔ بعض اوقات زیادہ مال سپلائی کی بنا پر انعام ملتا ہے، جس کا لینا ٹھیک ہے۔

6...... گاڑی میں مال ضائع ہونے کی صورت میں تاوان گاڑی کے مالک پر عائد ہوگا، بشرطیکہ اس نے غفلت سے کام لیا ہو (مثلا: بے جا گاڑی تیز چلائی ہو۔وغیرہ) مگر یہ کہ ضائع ہونے سے کوئی چارہ نہ ہو (مثلا: دھاکہ ہو جائے، یا چور اور ڈاکو حملہ آور ہو جائیں اور یا گاڑی کو آگ لگیں وغیرہ) تو ڈرائیور ذمہ دار نہ ہوگا۔

قال فی "فتاوی قاضیخان":

"وهوامین لایضمن بهلاک الشیء فی یده من غیرتقصیر منه،فاذاغرقت السفینة

من ريح اوموج ،وهلک مافيهالايکون ضامنا،امااذاهلک بمده وحذفه فيضمن،و کذلک امرالسيارةوالشاحنةايضا،فانه لايضمن السائق اذاتعطلت السيارةمن نفسها،من غيرتقصيرمنه،وسببت تلف المال،اما اذاکان له تقصيرفی ذلک فيکون ضامنا."

(کتاب الاجارة:335/2)

7......ساتویں صورت بھی درست ہے، مال کے خراب نکلنے کی صورت میں مالک ذمہ دار ہوگا اور گاہک کو خیارعیب کی وجہ سے مال واپس کرنے کا حق حاصل ہے۔اورصورت مسئولہ کے مطابق مال خراب نکلنے کی صورت میں مالک واپس لینے پر راضی بھی ہے۔

قال فی "الهندية":

"واذااشتریٰ شيئا لم يعلم بالعيب وقت الشراء،ولاعلمه قبله والعيب يسيراوفاحش،فله الخيار،ان شاء رضی بجميع الثمن،وان شاء رده .کذا فی شرح الطحاوی......ثم ينظر ان کان الاطلاع علی العيب قبل القبض ،فللمشتری ان يرده عليه،وينفسخ العقدبقوله:رددت ولايحتاج الیٰ رضاء البائع،ولاالی قضاء القاضی،وان کان بعد القبض لاينفسخ الابرضاء اوقضاء."

(کتاب البيوع،الباب الثامن فی خيارالعيب:66/2)

(کذافی الشامية،کتاب البيوع،باب خيارالعيب:166/7)

یادرہے:

واپسی کا حق اس وقت ہے جب مال میں خرابی ہو، ورنہ کسی اوروجہ سے مال واپس کرنے کا حق نہیں رکھتا ہے۔

قال فی " الشامية':

"ثم انه لابدان يکون العيب فی نفس المبيع......"

8......اخراجات منہا کرنے سے پہلے کوٹی والوں کا 10 فیصد منافع لینا جائز نہیں ہے۔پہلے تمام اخراجات نکالے جائیں،اس بعدحسب وعدہ مقررشدہ منافع دیا جائے۔

قال فی "کفايت المفتی":

"....اور یہ مصارف نفع میں سے لیے جائیں گے،ان کو وضع کرنے کے بعد جونفع بچے گا،اس میں قرارداد کے مطابق

1/4 مضارب کو ملے گا۔"

(كتاب الشركة والمضاربة:327/9)

9......کوٹی والے اگر اس شرط پر قرض دیتے ہیں کہ مال ہمیں دینا ہے، تو یہ سود اور ناجائز ہے۔ اور اگر بغیر کسی شرط کے قرض دیدے اور مالک اپنی مرضی سے

انہیں مال حوالہ کرے اور اگر کسی اور کوٹی کو مال بھجوادے تب بھی وہ اعتراض نہ کرے اور قرض بدستور دیدے، تو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

قال فی "الشامية":

"وفى الاشباه: كل قرض جرنفعا فهوربا

قوله:(كل قرض جرنفعافهوربا)اى :اذاكان مشروطاكماعلم ممانقله عن البحر."

(كتاب البيوع،مطلب: كل قرض جرنفعا...: 413/7،ط:رشيديه)

10......دسویں صورت بھی جائز ہے۔

واضح رہے:

گڈز کمپنی کے مالکان زید (مالک باغ) کی طرف سے گویا وکیل ہیں، انہوں نے ڈاٹسن والوں کو فی کریٹ کمیشن (مثلا:100 روپیہ) اور مال کوٹی تک پہنچانے والی گاڑی ڈرائیور سے 50000 ہزار کرایہ مقرر کیا ہے، اسی طرح کریٹ اور شالی وغیرہ کی قیمت (جو انہوں سے پہلے سے نقد یا ادھار کی صورت میں متعین کی ہے۔) وصول کرنا بھی ٹھیک ہے۔ لیکن کوٹی والوں کا خرچہ منہا کیے بغیر تمام منافع سے 10 فیصد کی وصولی شرعی نقطہ نگاہ سے درست نہیں ہے، بلکہ پہلے کرایہ منہا کرے، پھر کوٹی والے منافع وصول کرے۔

قال فی "كفايت المفتی":

"....اور یہ مصارف نفع میں سے لیے جائیں گے، ان کو وضع کرنے کے بعد جو نفع بچے گا، اس میں قرارداد کے مطابق

1/4 مضارب کو ملے گا۔"

(كتاب الشركة والمضاربة:327/9)

والله اعلم بالصواب.

السيدكليم الله الحرمزئى.